Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 156-173
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2490
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

وصالِ نبوی ﷺ کے معاشی ودفاعی اثرات

The Economic and Defensive Effects of Wisāl-e-Nabawī (peace be upon him)

Muhammad Sajid
Lecturer: Central College Multan.
muhammad.sajidldr@gmail.com

Abstract

The foundation of the state of Madinah was laid by him with prudence, bravery and steadfastness. Due to these temptations, the Shiraz of the Muslim Ummah will be scattered. Even the Companions of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) were worried about this accident and could not decide what to do in this situation. Even Hazrat Umar Farooq took out his sword and said that no one should call him dead. Realizing this situation, Hazrat Abu Bakr Siddiq (RA) took charge of the situation and decided to bury him. With the departure of the Prophet, the issue of allegiance to the Caliphate, then the issue of the departure of Jaish-e-Usama, was decided. And if we talk about the fitna of the Zakat deniers, then the most powerful tribes of Arabia refused to give Zakat. And when the weaker tribes saw this point of view of the stronger tribes, they also joined them. It was very important to end the temptation of Zakat deniers, because if one of the obligations was exempted, the one who found the obligation difficult would have abandoned it by making it the basis of tomorrow, and the original form of religion would not have been maintained. This temptation became so dangerous that they started preparing to attack Madinah. Hazrat Abu Bakr Siddique (RA) ordered Jihad against them, saying that Zakat is as obligatory as prayer. Immediately after the departure of the Holy Prophet, many false claimants of prophethood started to rise. A wave of apostasy arose in the southern tribes as well. It is clear from the above-mentioned events that at the time of the Prophet's departure, the economy of the Islamic government and its defense borders had a profound impact.

Keywords

Economic stability, Pakistan, Prophetic teachings, Islamic economics, Contemporary challenges, Business Ethics.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

حضور نبی اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زندگی تمام انسانوں کے لیے اسوہ ہے جس طرح آپ کی تشریف آوری مسلمانوں کے لیے باعث فخر ہے اسی طرح آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وصالِ ظاہری بھی باعثِ رحمت ہے۔ جب دین اسلام مکمل ہوا اور عرب کی تکمیل اسلام کے ہاتھ میں آگئی تو رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے جذبات واحساسات، احوال وظروف اور گفتار و کردار سے ایسی نشانیاں نمودار ہونا شروع ہوئیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس حیات مستعار کو اور اس جہان فانی کے لوگوں کو الوداع کہنے والے ہیں۔ مثلاً، آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے رمضان ۱۰ ہجری میں بیس دن اعتکاف فرمایا جبکہ ہمیشہ دس دن اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کو اس سال دو مرتبہ قرآن کا دَور کرایا جبکہ ہر سال ایک ہی مرتبہ دَور کرایا کرتے تھے۔ پھر آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: ہوسکتا ہے کہ میں آئندہ سال اس مقام پر تم لوگوں سے کبھی نہ مل سکوں۔ جمرۃ عقبہ کے پاس فرمایا: مجھ سے اپنے حج کے اعمال سیکھ لو۔ کیونکہ میں اس سال کے بعد شاید حج نہ کر سکوں۔ آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر ایام تشریق کے وسط میں سورۂ نصر نازل ہوئی۔ اور اس سے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سمجھ لیا کہ اب دنیا سے روانگی کا وقت آن پہنچا ہے۔ حدیثِ نبوی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہے:

> أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ, فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا[1]
>
> نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ایک دن باہر تشریف لائے اور احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھو میں تم سے پہلے جا کر تمہارے لیے میر ساماں بنوں گا اور میں تم پر گواہ رہوں گا۔ اور قسم اللہ کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا ، یہ فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے اس کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے۔

اوائل صفر 11 ہجری میں جب آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دامنِ اُحد میں تشریف لے گئے۔ اور شہداء کے لیے اس طرح دعا فرمائی گویا زندوں اور مردوں سے الوداع ہو رہے ہیں۔ پھر ایک روز نصف رات کو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بقیع تشریف لے گئے۔ اور اہل بقیع کے لیے دعائے مغفرت کی۔ فرمایا: اے قبر والو! تم پر سلام! لوگ جس حال میں ہیں اس کے مقابل تمہیں وہ حال مبارک ہو جس میں تم ہو۔ فتنے تاریک رات

کے ٹکڑوں کی طرح ایک کے پیچھے ایک چلے آ رہے ہیں۔ اور بعد والا پہلے سے زیادہ برا ہے۔ اس کے بعد یہ کہہ کر اہل قبور کو بشارت دی کہ ہم بھی تم سے آ ملنے والے ہیں۔

2 وصالِ نبوی اور غمِ بیکراں

وصال سے ایک روز قبل نبی کریم ﷺ نے اپنے تمام غلاموں کو آزاد فرمادیا۔ پاس میں چھ یا سات دینار تھے انہیں صدقہ کر دیا۔ اپنے ہتھیار مسلمانوں کو ہبہ فرمادیئے۔ رات میں چراغ جلانے کے لیے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے چراغ پڑوسی کے پاس بھیجا کہ اس میں اپنی کپی سے ذرا سا گھی ٹپکا دیں۔ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی۔[2] حضرت انس بن مالک سے مروی ہے:

أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلَاةِ، فَكَشَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ يَنْظُرُ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَهَمَمْنَا أَنْ نَفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَشَارَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ وَأَرْخَى السِّتْرَ فَتُوُفِّيَ مِنْ يَوْمِهِ [3]

نبی کریم ﷺ کے مرض الموت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے ہوئے تھے تو نبی کریم ﷺ حجرہ کا پردہ ہٹائے کھڑے ہوئے، ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک حسن و جمال اور صفائی میں گویا مصحف کا ورق تھا۔ آپ ﷺ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ ﷺ کو دیکھنے ہی میں نہ مشغول ہو جائیں اور نماز توڑ دیں۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر صف کے ساتھ آ ملنا چاہتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کر لو۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ ڈال دیا۔ پس نبی کریم ﷺ کی وفات اسی دن ہو گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر کسی دوسری نماز کا وقت نہیں آیا۔ چاشت کے وقت آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے کچھ سرگوشی کی، وہ رونے لگیں تو آپ ﷺ نے انہیں پھر بلایا اور کچھ سرگوشی کی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام فِي

شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ، فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَتْ:" سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ۔[4]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرماتی ہیں کہ مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات ان سے کہی جس پر وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگیں۔ پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی، میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپ ﷺ نے مجھ سے جب سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپ کے گھر کے آدمیوں میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی تو میں ہنسی تھی۔

آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی وصیت فرمائی۔حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ، قَالَ:" كَانَ آخِرُ كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ[5]

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی آخری بات یہ تھی ” : نماز کا اور اپنے غلام ولونڈی کا خیال رکھنا “ پھر نزع کی حالت شروع ہوگئی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہانے آپ ﷺ کو اپنے اُوپر سہارا دے کر ٹیک لیا۔ان کا بیان ہے کہ اللہ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں، میری باری کے دن میرے لَبّے اور سینے کے درمیان وفات پائی۔اور آپ ﷺ کی موت کے وقت اللہ نے میر العاب اور آپ ﷺ کا لعاب اکٹھا کر دیا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:" دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَأَعْطَانِيهِ فَقَصَمْتُهُ، ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلَى صَدْرِي[6]

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی جسے وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کی حالت میں ان سے کہا عبدالرحمٰن یہ مسواک مجھے دیدے۔ انہوں نے دے دی۔ میں نے اس کے سرے کو پہلے توڑا یعنی اتنی لکڑی

> نکال دی جو عبد الرحمٰن اپنے منہ سے لگایا کرتے تھے، پھر اسے چبا کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے دانت صاف کئے اور آپ ﷺ اس وقت میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

آپ ﷺ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔ آپ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے جاتے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے۔ لا اِلٰہ اِلا اللہ، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ موت کے لیے سختیاں ہیں۔ مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپ ﷺ نے ہاتھ یا انگلی اٹھائی، نگاہ چھت کی طرف بلند کی۔ اور دونوں ہونٹوں پر کچھ حرکت ہوئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کان لگایا تو آپ ﷺ فرما رہے تھے۔" اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى "[7] اے اللہ! بخش دے مجھ کو اور رحم فرما مجھ پر اور مجھ کو رفیق اعلیٰ سے ملا دے۔ یہ فقرہ تین بار دہرایا، اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا۔ اور آپ ﷺ رفیقِ اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری پیر کو چاشت کے وقت پیش آیا۔ اس وقت نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال چار دن ہو چکی تھی۔ اس حادثۂ دلفگار کی خبر فوراً پھیل گئی، اہلِ مدینہ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ آفاق واطراف تاریک ہو گئے۔ وصالِ نبوی ﷺ سے صحابہ کرام اور وقت کی اسلامی دنیا پر جو قیامت گزری، اس کا آج تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ اس ناگہانی ضرب نے بعض کو انتہائی پریشانی اور غیر معمولی اضطراب میں مبتلا کر دیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

> لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَلَمَّا نَفَضْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَيْدِي وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا [8]
>
> جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے ہر چیز روشن ہو گئی۔ اور جس دن آپ ﷺ نے وفات پائی ہر چیز تاریک ہو گئی۔ اور ابھی ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے ہاتھ بھی نہ جھاڑے تھے، بلکہ آپ ﷺ کے دفن ہی میں مشغول تھے کہ اپنے دلوں کو بدلا ہوا محسوس کیا۔

3 وصالِ نبوی کے معاشی اثرات

وصالِ نبوی ﷺ سے اسلامی دنیا پر جو معاشی ودفاعی اثرات پڑے ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

وصالِ نبوی ﷺ کے بعد مسلمانوں کو اپنے سامنے صعوبات، مشکلات اور خطرات کا ایک پہاڑ نظر آنے لگا۔ ایک طرف جھوٹے مدعیانِ نبوت اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور دوسری طرف مرتدینِ اسلام کی ایک جماعت علم بغاوت بلند کئے ہوئے تھی۔ منکرینِ زکوٰۃ نے علیحدہ شورش برپا کر رکھی تھی۔ ان دشواریوں کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید کی مہم بھی درپیش تھی جن کی حضور نبی

اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ ہی میں شام پر حملہ آور ہونے کا حکم صادر فرمایا تھا۔ الغرض آپ ﷺ کے وصال کے بعد مسلمانوں پر بہت گہرے معاشی اثرات مرتب ہوئے۔

3.1 مسئلہ باغِ فدک اور میراثِ نبوی ﷺ

میراثِ نبوی ﷺ کے حوالے سے حضرت عمرو بن حارث جو ام المؤمنین جویریہ کے بھائی تھے فرماتے ہیں:

مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا، وَلَا دِينَارًا، وَلَا عَبْدًا، وَلَا أَمَةً، وَلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ، وَسِلَاحَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً [9]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد سوائے اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقف کر گئے تھے نہ کوئی درہم چھوڑا تھا نہ دینار نہ غلام نہ باندی اور نہ کوئی چیز۔

مذکورہ بالا حدیث میں جس زمین کا ذکر ہے اس سے تین جائیدادیں مراد ہیں۔ (1) بنو نضیر کی زمین جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بطور فئے عطا فرمائی تھی جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ (2) خیبر کی زمین جو آپ ﷺ کو سہم میں ملی تھی۔ (3) باغِ فدک کی زمین جو فتح خیبر کے بعد آپ ﷺ کو اہل خیبر سے حاصل ہوئی تھی۔ دراصل باغِ فدک کھجوروں کا ایک باغ تھا جس میں سے حضور نبی رحمت ﷺ اپنے اہل و عیال کو بقدر قوت لایموت سال بھر کا نفقہ دے دیا کرتے تھے اور باقی جو کچھ بچتا تھا وہ فقراء و مساکین پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ آپ ﷺ کے وصال بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے خلیفہ اول مقرر ہوئے تو اس وقت حضرت فاطمہ نے اس امر کی درخواست کی کہ یہ باغ مجھ کی وراثت میں دے دیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے حضور نبی رحمت ﷺ سے سنا ہے: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"[10] "کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب صدقہ ہے"۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر غمگین ہوئی اور پھر اس معاملہ میں کوئی کلام نہیں فرمایا۔

4 وصالِ نبوی ﷺ کے دفاعی اثرات

آپ ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی جو بیعتِ خلافت اور جیش اسامہ کا مسئلہ درپیش آیا اگر یہ فوری حل نہ ہوتے تو اسلام شاید آج صفحہ ہستی سے ختم ہو چکا ہوتا۔ بیعتِ خلافت کا فتنہ اٹھنے ہی والا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق صدیق رضی اللہ عنہ کی برکت سے اس کا قلع قمع ہو گیا۔ نبی اکرم ﷺ کی ابھی تدفین بھی نہ ہو پائی تھی کہ انصار اور قریش کے کچھ لوگ خلافت کی بات کرنے لگے۔ کچھ منافقین نے اس کا فائدہ اٹھایا کہ مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ یہ فیصلہ ہونے ہی والا تھا کہ انصار اپنا خلیفہ منتخب کر لیں اور مہاجرین اپنا خلیفہ مقرر کر لیں جو یقیناً بہت سے فتنوں کا پیش خیمہ تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی قوم یا ملک کے دو

سر دار ہوں۔ اگر خدانخواستہ اس فیصلے پر عمل درآمد ہو جاتا تو اتحادِ امت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بکھر جاتا۔ امت آپس میں ایک دوسرے سے ہی لڑتی رہتی اور اسلام دنیا میں نہ پھیل پاتا۔ پس یہی وجہ تھی کہ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد اسلامی حکومت کی دفاعی سرحدیں متاثر ہوئیں۔

4.1 مسئلہ خلافت اور اختلافِ صحابہ

مدینہ منورہ میں منافقوں کی جماعت جن کا شعار دوستی کے پردہ میں اسلام کا شیرازہ بکھیرنا تھا۔ ہمیشہ سے موجود تھی اور ہر موقع پر اپنی اسلام دشمنی کا ثبوت دیتی تھی۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں فرمایا تھا اس لیے حضور نبی رحمت ﷺ کے وصال کے بعد اس جماعت کو فتنہ انگیزی کا موقع مل گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ہی تجہیز و تکفین سے پہلے ہی منافقین کی سازش سے آپ ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ چھڑ گیا۔ جس کی وجہ سے وصالِ نبوی ﷺ کے وقت اہل اسلام چار گروہوں میں منقسم ہوتے نظر آتے تھے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

- مہاجرینِ مکہ جن کی قیادت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسندِ خلافت کے لیے آزاد انتخاب کے حق میں تھے ۔ ان لوگوں کو قرابتِ رسول ﷺ اور اسلام قبول کرنے سبقت کرنے کا فخر حاصل تھا۔
- انصارِ مدینہ جن کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آپ کو خلافت کے منصب جلیلہ کا اہل سمجھتے تھے۔ اور اپنے دعوٰی کی تائید میں وہ اپنی مالی و جانی قربانیوں کا ذکر کرتے تھے۔ جو انہوں نے ہجرت کے بعد اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں کی تھی۔
- اہلبیت جو قرابتِ رسول ﷺ کی بنا پر اپنے آپ کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے۔ اس گروہ کے سردار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔
- اشرافِ قریش جو اپنے دعوٰے کی تائید میں حضرت رسول اکرم ﷺ کے فرمان "اَلْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ "[11] کا ذکر کرتے تھے۔ یہ لوگ قریش مکہ کے سوا کسی کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے۔

4.2 جیشِ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

گیارہ ہجری کے ماہِ صفر کے آخری دنوں میں نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو بلقا اور فلسطین کے علاقوں میں جاکر رومیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اس جنگ کے لیے تیار ہونے والے جیشِ اسامہ میں مہاجرین اور انصار میں سے کبار صحابہ بھی شامل تھے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ تم اس مقام کی طرف روانہ ہو جاؤ، جہاں تمھارے باپ شہادت پائی تھی نے۔ وہاں خوب جنگ کرو۔ میں تمھیں وہاں جانے والے لشکر کا امیر مقرر کرتا ہوں۔ جیشِ اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی سے دو دن پہلے نبی کریم ﷺ بیمار ہو گئے اور بیماری نے شدّت اختیار کر لی، جس کی وجہ سے یہ لشکر جرف کے مقام پر رک گیا اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ طیبہ واپس آ گیا۔ آنحضرت ﷺ کے وصال کا حادثہ پیش آتے ہی حالات بالکل بدل گئے اور عرب میں ارتداد کی لہر دوڑ گئی اور پورے زور کے ساتھ نفاق کا عمل اُبھر آیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں:

”اللہ کی قسم! اس وقت مجھ پر پریشانی کا جو زبردست ریلا آیا، اگر وہ پہاڑ پر آتا تو اسے بھی توڑ کر رکھ دیتا۔ اس زمانے میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی حالت ان بھیڑوں کی سی ہو گئی تھی، جو بارش کی رات میں درندوں کے جنگل میں تنہا کھڑی ہوں۔ [12]

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ منتخب ہو گئے، تو انھوں نے آنحضرت ﷺ کے وصال کے تیسرے دن ایک شخص کو حکم دیا، کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے، کہ جیشِ اسامہ کو رومیوں سے جہاد کے لیے بھیجنے کا فیصلہ ہو چکا ہے، اس لشکر کا ہر سپاہی مدینے سے نکل کر جرف کے مقام پر پہنچ جائے، جہاں اس لشکر نے پہلے دن پڑاؤ کیا تھا۔ اس اعلانِ عام کے بعد صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی، کہ جن لوگوں کو اس لشکر میں بھیجا جا رہا ہے، وہ مسلمانوں کے جلیل القدر افراد ہیں اور عرب کی اس وقت جو حالت ہو گئی ہے، وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس لیے یہ مناسب نہیں، کہ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت کو آپ اپنے سے الگ کر دیں۔ یہ جماعت یہاں رہے گی، تو آپ کی مددگار ثابت ہو گی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

5 وصالِ نبوی ﷺ کے بین بین معاشی و دفاعی اثرات

وصال نبوی ﷺ کے بعد فتنہ ارتداد کی مخالفت ہوائیں اور تند آندھیاں یک بیک اٹھیں اور اسلامی مملکت کی حالت کافی دگرگوں ہو گئی جو علاقے مکہ اور مدینہ سے دور تھے وہاں کے لوگ حضور نبی ﷺ کی وصال کی خبر سنتے ہی دین اسلام سے پھر گئے اور مرکز خلافت سے ٹوٹنے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان باغی مرتدین کی تین قسمیں تھیں۔ پہلی قسم کے لوگ جھوٹے مدعیان نبوت ہیں، جن میں سے مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی اور سجاح بنت حارث بہت مشہور تھے انہوں نے پیغمبری کا دعویٰ کر کے اپنے اپنے قبیلوں کو ورغلایا اور مسلمانوں سے لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ دوسری قسم کے لوگ وہ تھے جو حضور نبی اکرم ﷺ کے آخری عہد میں اسلام کی شان و شوکت سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب نہ ہونے کے باعث ابھی ایمان ان کے دلوں

میں رچا نہیں تھا اس لیے آپ ﷺ کے وصال کی خبر پاتے ہی وہ دین اسلام سے پھر گئے۔ تیسری قسم کے وہ لوگ تھے جو اسلام سے پھرے تو نہیں مگر نماز اور زکوٰۃ کے بارے میں رعایتیں مانگتے تھے۔ ارتداد کی یہ وباء تمام عرب میں پھیل گئی۔

5.1 مدعیان نبوت کی ایذا رسانیاں

آنحضرت ﷺ کی زندگی میں مدعیان نبوت پیدا ہو گئے تھے۔ مسیلمہ کذاب نے اسی زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا لیکن آپ ﷺ کی زندگی میں یہ جھوٹی آواز صور صداقت کے سامنے نہ ابھر سکی تھی۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بہت سے حوصلہ مندوں کے دماغ میں یہ سودا سما گیا۔ چنانچہ اسود عنسی، طلیحہ بن خویلد کئی مدعیان نبوت پیدا ہو گئے۔ مرد تو مرد عورتیں تک اس خبط میں مبتلا ہو گئی تھی۔

5.2 مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب یمن حجاز کے علاقے کا تھا، بنو حنیفہ قبیلے کا سردار تھا، اسے اپنی فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا، اس کی قوم بھی اس کے ساتھ تھی۔ جناب نبی کریم ﷺ کی نبوت، وحی اور دین کا دائرہ پھیلتے دیکھ کر اسے شوق آیا کہ میں بھی ایک علاقے کا بڑا آدمی ہوں، اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور "الفاروق" کے نام سے وحی کا مجموعہ بھی بنایا، اور خود کو رحمٰن الیمامہ کہلواتا تھا۔[13] اس کی بہت سی آیات نشانی اور علامت کے طور پر مختلف مفسرین نے نقل کی ہیں۔ لیکن ایک بات جو عام طور پر ہم نظر انداز کر جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آپ ﷺ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ آپ ﷺ کے مقابلے پر نہیں کیا بلکہ حضور ﷺ کی تابعداری کے دعوے کے ساتھ کیا۔ وہ پہلے آنحضرت ﷺ کی رسالت کا اقرار کرواتا تھا اور پھر اپنی نبوت و رسالت کی بات کرتا تھا۔ وہ آپ ﷺ کی نبوت کی نفی کر کے نبوت کا مدعی نہیں تھا۔ احادیث میں اس کے بہت سے قرائن موجود ہیں۔ پہلے شہیدِ ختمِ نبوت حبیب بن زید انصاریؓ جنھوں نے مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں شہادت پائی، ان کو جب مسیلمہ کے سامنے پیش کیا گیا تو مسیلمہ نے ان سے جو سوال کیے ان میں پہلا سوال تھا "اتشھد ان محمداً رسول اللہ ﷺ؟"۔ فرمایا "اشھد ان محمداً رسول اللہ ﷺ"۔ پھر سوال کیا "اتشھد انی رسول اللہ ﷺ؟" فرمایا، نہیں۔ اس پر اس نے آپؓ کو شہید کیا۔ سننِ نسائی کی ایک روایت میں وہ خط مذکور ہے جو مسیلمہ نے آپ ﷺ کو لکھا تھا، اس خط کا عنوان تھا "من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله" "مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ آگے خط کا مضمون یہ تھا "اشرکت معک فی الامر ولکن قریشا قوما یعتدون" مجھے نبوت کے معاملے میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے لیکن قریش بڑے ظالم لوگ ہیں کسی کا حق تسلیم نہیں کرتے۔ یعنی اس کا دعویٰ شریک نبی کا تھا، حضور ﷺ کی نبوت کے ساتھ شراکت کا تھا۔ اس کے سفیر جو اس کا خط لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئے تھے، ان سے جناب نبی

کریم ﷺ نے پوچھا"اتشهد ان انی رسول اللّٰه؟"تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ توانہوں نے کہا"نشهد انك رسول اللّٰه" ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا"اتشهد ان مسیلمة رسول اللّٰه؟"کیاتم مسیلمہ کو بھی اللہ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے کہا"نعم نشهد ان مسیلمة رسول اللّٰه" ہم مسیلمہ کو بھی اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ حضورؐ نے ان کے جواب میں ایک جملہ ارشاد فرمایا، وہی ہمارے دینی ردعمل اور دینی فیصلے کی بنیاد ہے۔ فرمایا"لولا ان الرسل لا تقتل لضربتا عناقکما"[14]اگر یہ قاعدہ قانون نہ ہوتا کہ سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا تو میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا کہ مجھے رسول ماننے کے بعد کسی اور کو اللہ کا رسول ماننا یہ تو ارتداد ہے اور ارتداد کی سزا قتل ہے۔ لیکن چونکہ بین الاقوامی ضابطہ ہے کہ قاصد کو قتل نہیں کیا جاتا اس لیے میں تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے کا واقعہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کوفہ میں منصب قضا پر فائز تھے، ایک دن آپؓ کوفہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک شخص پر نظر پڑی۔ شک پڑنے پر اسے بلوایا اور فرمایا تجھے کہیں دیکھا ہے۔ میرا خیال ہے کہ مسیلمہ کا خط لے کر جو دو آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تھے، ان میں ایک تم تھے۔ اس کا نام ابن نواحہ تھا۔ اس نے کہا، ہاں ان دو میں سے ایک میں تھا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے پوچھا کیا اب بھی مسیلمہ کو اللہ کا رسول مانتے ہو؟ اس نے کہا کہ جی مانتا ہوں۔ آپؓ نے پوچھا اب تم کسی قوم کے سفیر تو نہیں ہو؟ اس نے کہا نہیں۔ اس پر اسے گرفتار کر لیا اور ضابطے کے مطابق تین دن کی مہلت دی، تین دن تک اس نے توبہ نہ کی۔ فَضَرَبَ عُنُقَهُ فِي السُّوقِ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى ابْنِ النَّوَّاحَةِ قَتِيلًا بِالسُّوقِ[15]توعبد اللہ بن مسعودؓ نے اسے قتل کرا دیا اور ابن نواحہ کی لاش کوفہ کے بازار میں لٹکا دی کہ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننے والے کی سزا یہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیلمہ کذاب کی نبوت کو ماننے والے حضور ﷺ کی نبوت کو بھی مانتے تھے۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب نے خط میں تقاضا بھی یہی کیا کہ اگر آپ مجھے اپنے ساتھ شریک نہیں مانتے تو پھر آپ مجھے اپنا جانشین نامزد کر دیں، یا پھر تقسیم کر لیجیے، شہری حلقے آپ کے اور دیہاتی حلقے میرے۔ یعنی شہروں کے نبی آپ ہوں گے اور دیہاتوں کی نبوت میرے سپرد کر دیں۔ مسیلمہ کذاب ایک دفعہ خود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ مسیلمہ کذاب کی پیشکش کے جواب میں آپ ﷺ نے دو جملے فرمائے کہ" إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَن يَشَاء مِنْ عِبَادِهِ "[16]" خلافت دینا، شہر دیہات تقسیم کرنا میرا کام نہیں یہ اللہ کا کام ہے، وہ جس کو چاہے خلافت دے گا، جسے چاہے گا شہر دے گا جسے چاہے گا دیہات دے گا، یہ اللہ کا کام ہے، اس میں مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ وصالِ نبوی ﷺ کی خبر سن کر مسیلمہ کذاب اپنا دعوٰی نبوت عام کرنے میں مصروف ہو گیا اور اس نے اتنی طاقت حاصل کر لی کہ اس کا

چالیس ہزار کا لشکر یمامہ کی وادیوں میں پھیل گیا۔ اس نے باقاعدہ خلافت کی عملداری کو چیلنج کیا اور بغاوت پر اتر آیا اور اپنی نبوت نہ ماننے والوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

5.3 طلیحہ اسدی

طلیحہ بن خویلد اسدی، بنو اسد قبیلے کا تھا۔ بنو اسد خیبر کے علاقے کا قبیلہ تھا۔ اس نے نبوت کا دعویٰ کر کے لشکر اکٹھا کیا اور بغاوت کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے معروف کمانڈر ضرار بن ازور کو حکم دیا کہ طلیحہ اسدی سے جا کر جہاد کرو۔ آپ نے طلیحہ اسدی سے مقابلہ کیا، طلیحہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ جب وصال نبوی ﷺ کے بعد مسیلمہ اور مرتدین کے ساتھ جنگیں ہوئیں تو یہ اپنے علاقے میں آیا اور لشکر اکٹھا کر کے مقابلے پر آگیا۔ پہلی جنگ میں معروف صحابی عکاشہ بن محصن فزاری اسدیؓ اور طلیحہ اسدی کا آمنا سامنا ہوا تو طلیحہ اسدی کے ہاتھوں حضرت عکاشہؓ شہید ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ مسیلمہ کذاب کے لشکر کو شکست دے کر واپس تشریف لا رہے تھے تو حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کو حکم دیا کہ راستے میں طلیحہ اسدی کا قضیہ بھی نمٹاتے آؤ۔ پھر طلیحہ کا مقابلہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہوا، اس میں پھر شکست کھا کر بھاگ گیا اور روپوش ہو گیا۔

5.4 اسود عنسی

تیسرے مدعی نبوت اسود عنسی کا تعلق یمن سے تھا۔ یمن کا علاقہ لڑائی سے فتح نہیں ہوا تھا، اکثر قبائل خود حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ نے یمن کے ایک حصے کا گورنر حضرت معاذ بن جبلؓ اور ایک حصے کا گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو مقرر فرما دیا۔ محصولات کی وصولی کے لیے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی بعض علاقوں میں گئے، یہ سب حضرات مختلف کارِ منصب پر یمن میں تھے، پورا یمن آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اسلامی سلطنت میں شامل ہو گیا تھا۔ لیکن صنعاء کے ایک سردار عیہلہ یا عبہلہ، جس کا رنگ کالا ہونے کی وجہ سے اسود کہلاتا تھا، اس نے بغاوت کر کے نبوت کا دعویٰ کر دیا اور آپؐ کے صنعاء پر مقرر کردہ گورنر شہر بن باذانؓ کو شہید کر دیا، شاہی محل پر قبضہ کر لیا اور اعلان کر دیا کہ یمن کا دارالحکومت میرے قبضہ میں ہے۔ بعض روایات کے مطابق حضور ﷺ کے چند عمّال یمن سے نکل کر نجران میں آ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز ہو چکا تھا، آپ ﷺ کے آخری ایام تھے، آپ ﷺ کو خبر ملی کہ اسود عنسی نے صنعاء کے علاقے میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے، تو آپ ﷺ نے مجلس میں ذکر کیا کہ کون ہے جو اس کو سنبھالے گا؟ تو یمن کے علاقے سے تعلق رکھنے والے اسود عنسی کے قبیلے کے صحابی حضرت فیروز دیلمیؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کی اجازت سے یمن جا کر ایک جتھہ بنایا، ان سے آمنے سامنے جنگ نہیں کی بلکہ چھاپہ مار کارروائی کی۔ پہلے اہل خانہ سے ساز باز کی، سابقہ گورنر کی بیوی جس کا نام آزاد بتاتے ہیں،

اسود عنسی نے چھین کر اس کو اپنی باندی بنالیا تھا جو کہ فیروز دیلمیؓ کی چچازاد تھی، اس سے رابطہ کیا، منصوبہ بندی کر کے رات کو اسے شراب پلائی، جب اس کو نشہ آیا تو قتل کر دیا اور صبح ہوتے ہی محل کی چھت پر چڑھ کر جھنڈا لہرادیا کہ میں فیروز ہوں میں نے اسود عنسی کو قتل کر دیا ہے اور ہم نے قلعے پر قبضہ کر لیا ہے، سارے واپس آجاؤ۔[17] اس طرح دوبارہ یمن پر مسلمانوں کا اقتدار بحال ہو گیا۔ اس کے بعد جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں خبر بھجوائی لیکن خبر لانے والا قاصد آپ ﷺ کے وصال کے دو دن بعد پہنچا۔ البتہ حضور نبی کریم ﷺ کو وحی کے ذریعے اسی وقت اطلاع مل گئی تھی۔ حضور ﷺ نے وصال سے دو دن پہلے بستر علالت پر فرمایا، فاز فیروز، فاز فیروز[18]۔ فیروز اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا، فیروز نے اپنا مقصد پالیا۔ جب حضور ﷺ نے یہ فرمایا تو بہت سے لوگ نہ سمجھ سکے کہ اس فیروز سے کون مراد ہے اور وہ کیسے کامیاب ہوا۔ ان کو تب پتہ چلا جب حضرت فیروز دیلمیؓ آپ ﷺ کی وفات کے چند دن بعد مدینہ پہنچے۔ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو خبر پہنچائی، اس سے لوگوں کو علم ہوا کہ حضور ﷺ نے جو فرمایا تھا اس کا مطلب کیا تھا۔

5.5 سجاح بنت حارث

چوتھی مدعیہ نبوت سجاح بنت حارث کا تعلق بنو تغلب سے تھا، وہ بھی بڑی فصیح خطیبہ تھی۔ اس نے چالیس ہزار کا لشکر اکٹھا کر لیا تھا۔ اس زمانے میں قبائلی سسٹم تھا، قبائل ساتھ دیا کرتے تھے۔ جب یہ یمامہ کے قریب پہنچی تو لوگوں نے اسے کہا تم اور مسیلمہ کذاب الگ الگ لڑنے کی بجائے اکٹھے کیوں نہیں ہو جاتے؟ آپس میں صلح کر لو اور اکٹھے حملہ کرو تو تم مدینہ والوں کو شکست دے سکتے ہو۔ اس سلسلہ میں دونوں گروپوں کے درمیان صلح کے لیے مذاکرات کا اہتمام کیا گیا۔ سجاح بنت حارث مذاکرات کے لیے مسیلمہ کذاب کے پاس گئی اور واپسی پر اپنی قوم سے کہا کہ ہماری صلح ہو گئی ہے، ہم نے آپس میں نکاح کر لیا ہے۔ قوم والوں نے پوچھا، مہر کیا مقرر کیا ہے؟ اس نے کہا، مہر میں تمہاری دو نمازیں معاف ہیں۔[19] مسیلمہ کذاب اور سجاح بنت حارث کا مجموعی لشکر اسی ہزار بتایا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا پہلا لشکر حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل کی قیادت میں گیا، اس نے شکست کھائی۔ دوسرا لشکر حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں گیا تو ان کو فتح ہوئی۔ اسی یمامہ کی جنگ میں سب سے زیادہ صحابہؓ شہید ہوئے۔ مسیلمہ کذاب جب قتل ہوا اور اس کے لشکر کو شکست ہوئی تو سجاح بنت حارث روپوش ہو گئی۔

5.6 مرتدین قبائل اسلام

مدعیان نبوت کے بعد ان مرتد سرداروں کی طرف توجہ کی جو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد پھر مرتد ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ آزاد حکمران بن بیٹھے۔ وصال نبوی ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

مرتدین قبائل کی سرکوبی کے لیے گیارہ دستے بنائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو طلیحہ اسدی کی سرکوبی کے بعد مالک بن نویرہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا، حضرت عکرمہ بن ابو جہل کو مسیلمہ کذاب کے خلاف بھیجا۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ کو حضرت عکرمہ کی امداد اور اس کے بعد حضرموت کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت عمرو بن العاص کو قبیلہ بنو قضاعہ کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت خالد بن العاص کو سرحد شام کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت حذیفہ بن محصن کو مرتدین عمان کی سرکوبی ک لئے بھیجا۔ حضرت طریفہ بن حاطر کو بنو مسلم اور بنو ہوازن کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت مرید بن مقون کو اہل تھامہ یمن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت علا بن حضرمی کو بحرین کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ حضرت عرفجہ بن ہرتمہ کو مہرہ کے مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور حضرت مہاجرین بن امیہ کو اسود عنسی کے پیروؤں کی سرکوبی پر مامور کیا گیا۔[20] ان لشکروں کی روانگی سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق نے قاصدوں کے ذریعے ایک عام اعلان تمام مرتد قبائل کی طرف بھیج دیا جس میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر وہ سرکشی سے باز آجائیں اور احکام اسلام کی پابندی اختیار کریں تو ان سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا۔

5.7 منکرین زکوۃ کے بارے میں کبارِ صحابہ کا اختلاف

ان سب سے زیادہ اہم اور نازک معاملہ منکرین زکوٰۃ کا تھا۔ یہ اسلام پر قائم رہتے ہوئے صرف زکوٰۃ کے منکر تھے اس لیے ان پر تلوار اٹھانے کے بارے میں بعض صحابہ کبار نے اختلاف کیا اور کہا جو لوگ توحید و رسالت کا اقرار کرتے ہیں اور صرف زکوٰۃ دینے کے منکر ہیں۔ ان پر کس طرح تلوار اٹھائی جاسکتی ہے۔ دراصل بعض قبائل جو نو مسلم تھے انہوں نے باقی تمام ارکان اسلام کو مانتے ہوئے زکوۃ کا انکار کر دیا، انہوں نے اس مقصد کے لئے مدینہ وفد بھیج کر خلیفہ المسلمین سے مطالبہ بھی کیا کہ ان سے زکوۃ نہ لی جائے ۔ آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا اکثر صحابہ کی رائے یہ تھی کہ فی الحال ان سے تعرض نہ کیا جائے۔ حضرت عمر اور حضرت علی نے بھی ان سے نرمی برتنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا:

> وَاللَّهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهِ[21]
>
> خدا کی قسم !اگر یہ لوگ حضور کے زمانے میں اونٹ کے ساتھ زکوۃ کے لیے رسی بھی دیتے تھے اور آج صرف رسی سے انکار کریں تو میں ان کے خلاف جہاد کروں گا۔

چونکہ نماز کی فرضیت کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت ہے جس کا نفع فقیروں، مسکینوں، محتاجوں کو پہنچتا ہے اور مخلوق کا زبردست حق جو انسان کے ذمے ہے، ادا ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر نماز کے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ[22] نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔سود کی ضد زکوٰۃ ہے،سودی نظام کا خاتمہ قائم زکوٰۃ سے ہی ہو سکتا ہے۔قرآن مجید میں زکوٰۃ کی بابت بیاسی آیات میں اللہ پاک نے حکم فرمایاہے اور یہ اسلام کا ایک عظیم رکن ہے،جو اس کا منکر ہے وہ بالاتفاق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔دین اسلام میں نماز اور زکوٰۃ دونوں ہی مسلمانوں پر فرض ہے لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ نماز ہر عاقل وبالغ مرد اور عورت پر فرض ہے جبکہ زکوٰۃ ہر صاحب نصاب پر فرض ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔فتح مکہ کے بعد ذی الحجہ 9ہجری میں اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کو تمام قبائل عرب سے معاہدات ختم کرنے کا حکم دیا جس کا ذکر قرآن میں ہوا ہے۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلَّذِينَ عَٰهَدتُّم مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ۔فَسِيحُواْ فِى ٱلْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى ٱللَّهِ ۙ وَأَنَّ ٱللَّهَ مُخْزِى ٱلْكَٰفِرِينَ۔وَأَذَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ إِلَى ٱلنَّاسِ يَوْمَ ٱلْحَجِّ ٱلْأَكْبَرِ أَنَّ ٱللَّهَ بَرِىٓءٌ مِّنَ ٱلْمُشْرِكِينَ ۙ وَرَسُولُهُۥ ۚ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَٱعْلَمُوٓاْ أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى ٱللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔[23]

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بیزاری و دست برداری کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے صلح وامن کا معاہدہ کیا تھا لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا۔پس اے مشرکو!تم زمین میں چار ماہ تک گھوم پھر لو اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہو گا اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔یہ آیات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ عام ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول بھی ان سے بری الذمّہ ہے،پس اے مشرکو!اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے،اور اے حبیب!آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔

رسول کریم ﷺ نے 9 ہجری کے حج میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مولی علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو مکہ مکرمہ بھیج کر میدان عرفات اور منی میں جہاں تمام قبائل عرب کا اجتماع تھا اس بات کا اعلان کرا دیا کہ مسلمانوں کا تمام مشرکینِ عرب سے معاہدہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں صرف چار مہینوں کی مہلت دی گئی ہے کہ ان مہینوں کے اندر یا وہ اسلام قبول کریں یا وہ شہر مکہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں کیونکہ ان چار مہینوں کے گزرنے کے بعد جہاں کہیں بھی مشرکین پائے جائیں گے،انہیں قتل کر دیا جائے گا۔مشرکین عرب کا قتل عام کا یہ خدائی فیصلہ ان کے انکار وحدانیت،انکار رسالت اور انکار آخرت کے سبب تھا۔علاوہ ازیں ان کے اور بھی دیگر جرائم تھے۔ان مشرکین عرب کو جان بچانے کے لیے ادائیگی جزیہ کا آپشن بھی نہیں تھا۔ان کے لیے صرف

ایک ہی آپشن یہی تھا کہ وہ اگر شرک و کفر سے توبہ کریں اور نماز وزکوٰۃ کا اہتمام کریں تو پھر ان کی جان بخش دی جائے گی اور انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو تمام مسلمانوں کو حاصل ہے۔ حضرات صحابہ کرام نے مانعین زکوٰۃ کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا تھا اور ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا تھا اور انہیں اہل ردہ یعنی مرتدین کے نام سے موسوم کیا تھا اس لئے کہ انہوں نے زکوٰۃ کی فرضیت کو قبول کرنے اور اس کی ادائیگی کا التزام کرنے سے انکار کر دیا تھا اسی بنا پر وہ مرتدین قرار دیئے گئے تھے۔ اس لئے کہ جو شخص قرآن کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ گویا پورے قرآن کا منکر ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے ساتھ مل کر مرتدین کے خلاف اسی طریق کار کو اپنایا اور ان کے ساتھ قتال کیا۔ زکوٰۃ کی فرضیت کو قبول کرنے سے انکار کی بنا پر ان کے مرتد ہو جانے پر وہ روایت دلالت کرتی ہے کہ جب حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات ہو گئی تو تمام عرب میں ارتداد کا فتنہ پھیل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ پورے عرب سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت ابو بکر نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ "حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے یہ فرمایا ہے کہ "جب لوگ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں نیز زکوٰۃ ادا کریں تو پھر وہ مجھ سے اپنا خون اور اپنے اموال محفوظ کر لیں گے" خدا کی قسم! اگر یہ لوگ مجھ سے ایک رسی کی ادائیگی بھی روک دیں جسے وہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ادا کرتے تھے تو اس پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تین باتوں کو نہ ماننے پر لوگوں سے جنگ کی تھی۔ کلمہ طیبہ کے عدم اقرار پر اور نماز نیز زکوٰۃ کی عدم ادائیگی پر، اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے: فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ[24]۔ "اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو" بخدا میں ان سے نہ اس سے زائد کا مطالبہ کرتا ہوں اور نہ اس سے کم کا۔ "مانعین زکوٰۃ نے کہا کہ ہم زکوٰۃ نکالیں گے لیکن آپ کے حوالے نہیں کریں گے۔ اس پر حضرت ابو بکر نے انہیں جواب دیا۔ نہیں، بخدا نہیں، جب تک زکوٰۃ تم لوگوں سے وصول نہیں کروں گا جس طرح حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وصول کرتے تھے اور جب تک زکوٰۃ کو اس کے صحیح مصارف میں خرچ نہیں کروں گا اس وقت تک میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔

5 خلاصہ بحث

ریاستِ مدینہ کی بنیاد آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے تدبر، بہادری اور استقامت کے ساتھ رکھی۔ جب رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وصال مبارک ہوا تو ہر طرح کے فتنے سر اٹھانے لگے۔ ان فتنوں کی وجہ سے امتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ اصل میں جب وصالِ رسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی خبر پھیلی تو منافقین کہنے لگے کہ (نعوذ باللہ) آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی ہوتے تو آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وصال نہ ہوتا۔ یہ پراپیگنڈہ اتنا خطرناک ثابت ہوا کہ نو مسلم اسلام سے پھر گئے۔ اس موقع پر جید صحابہ کرامؓ بھی پریشانی کے عالم میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہے تھے کہ اس صورتحال میں کیا

کیا جائے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے تلوار نکال کر فرمایا کہ کوئی بھی آپ ﷺ کو مردہ نہ کہے۔ اس صورتحال کو بھانپتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صورتحال کو سنبھالا، آپ ﷺ کی تجہیز و تکفین کا فیصلہ کیا گیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے ساتھ ہی جو بیعتِ خلافت کا مسئلہ، پھر جیش اسامہ کی روانگی کا مسئلہ درپیش آیا۔ اور اگر منکرینِ زکوۃ کے فتنے کی بات کی جائے تو یہ بہت طاقتور فتنہ تھا کیونکہ عرب کے طاقتور ترین قبائل نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اور جب کمزور قبائل نے طاقتور قبائل کا یہ نکتہ نظر دیکھا تو وہ بھی ان کے ساتھ مل گئے کہ اہلِ مدینہ ان کو شکست نہیں دے سکتے اس لیے ان کا ساتھ دیا جائے۔ منکرینِ زکوۃ کا فتنہ ختم کرنا نہایت ضروری تھا کیونکہ اگر ایک فریضہ سے چھوٹ دے دی جاتی تو کل کو اِسی کو بنیاد بنا کر جس کو جو فریضہ مشکل لگتا وہ اسے چھوڑنے کے درپے ہو جاتا اور دین کی اصل صورت قائم ہی نہ رہتی۔ مزید برآں یہ کہ اگر اس معاملے میں رعایت برتی جاتی تو کفارِ مکہ کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ اگر سچا دین ہوتا تو تبدیل نہ ہوتا۔ اس طرح دین صرف کچھ لوگوں تک محدود ہو جاتا۔ جب عرب کے مسلم قبائل نے زکوۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو سب صحابہ کرامؓ نے مشورہ دیا کہ ان کے ساتھ فی الوقت صلح کر لی جائے اور پہلے باقی فتنوں کا قلع قمع کیا جائے۔ زکوۃ کے منکر زکوۃ کو جزیہ اور جرمانہ قرار دینے لگے، یہ فتنہ اتنی خطرناک صورتحال اختیار کر گیا کہ انہوں نے مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریاں شروع کر دی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا کہ زکوۃ بھی ویسے ہی فرض ہے جیسے نماز۔ نبی اکرم ﷺ کے وصال مبارک کے فوراً بعد بہت سے جھوٹے مدعیانِ نبوت سر اٹھانے لگے۔ مسیلمہ کذاب نے اتنا بڑا لشکر مدینہ کے خلاف تیار کیا کہ عرب کی تاریخ میں اتنا بڑا لشکر اس سے پہلے تیار نہیں کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے وصال کی خبر پھیلتے ہی عرب کے شمالی قبائل اسلام سے پھر گئے۔ ان کے دیکھا دیکھی جنوبی قبائل میں بھی ارتداد کی لہر اٹھی۔ عرب میں فتنہ وفساد کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مکہ مکرمہ جہاں نبی اکرم ﷺ نے زندگی کا بیشتر حصہ بسر کیا۔ لوگوں نے آپ ﷺ کو قریب سے دیکھا۔ لیکن جب آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا تو یہ بھی تذبذب کا شکار ہو گئے۔ حالات اس نہج پر پہنچ گئے کہ وہاں کے عامل گھبرا کر نامعلوم مقامات پر رُوپوش ہو گئے۔ اب اندازہ کریں اگر مکہ کے یہ حالات تھے تو باقی عرب کے کیا حالات ہوں گے۔ مذکورہ بالا واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ وصالِ نبوی ﷺ کے وقت اسلامی حکومت کی معیشت اور اس کی دفاعی سرحدوں پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

حوالہ جات

1 البخاری،محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،کِتَاب الْجَنَائِزِ، بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ، الریاض : دار السلام ، 1999ء،رقم الحدیث 1344
Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Al-Jināʾiz, Bāb Al-Ṣalāh ʿAlā Al-Shahīd, Ar-Riyāḍ: Dār al-Salām, 1999 CE, Raqm al-Ḥadīth 1344.

2 مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ، لاہور، ص628

Mubārakpūrī, Ṣafī al-Raḥmān, Al-Raḥīq Al-Makhtūm, Al-Maktabah Al-Salafīyah, Lāhawr, Ṣafḥ 628.

3 البخارى، الجامع الصحيح، كِتَاب الْأَذَانِ، بَابُ أَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ،رقم الحديث 680۔

Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Al-ʾAḏān, Bāb Ahlu Al-ʿIlmi wal-Faḍli ʾAḥaqqū Bil-ʾImāmah, Raqm Al-Ḥadīth 680.

4 البخارى ،كِتَاب الْمَغَازِي،بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ، رقم الحديث 4434 ۔

Al-Bukhārī, Kitāb Al-Maghāzī, Bābu Maradi An-Nabīyi Ṣallá Allāhu ʿAlayhi Wa-Sallama Wa-Wafātihi, Raqm Al-Ḥadīth 4434.

5 القزوينى، محمد بن يزيد، السنن، كتاب الوصايا، بَابُ : هَلْ أَوْصَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، الرياض : دارالسلام، 1999ء،رقم الحديث 2698۔

Al-Qazwīnī, Muḥammad ibn Yazīd, Al-Sunan, Kitāb Al-Waṣāyā, Bābu: Hal 'Awasá Rasūlu Allāhi Ṣallá Allāhu ʿAlayhi Wa-Sallama, Al-Riyāḍ: Dār Al-Salām, 1999 CE, Raqm Al-Ḥadīth 2698.

6 البخارى، الجامع الصحيح،كِتَاب الْجُمُعَةِ،بَابُ مَنْ تَسَوَّكَ بِسِوَاكِ غَيْرِهِ، رقم الحديث 890

Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Al-Jumuʿah, Bābu Man Tasawwaka Bisīwāki Ghayrihi, Raqm Al-Ḥadīth 890.

7 القزوينى، السنن،كتاب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم،باب مِنْهُ،رقم الحديث 3496

Al-Qazwīnī, Al-Sunan, Kitāb Al-Duʿāt ʿAn Rasūl Allāh Ṣallá Allāhu ʿAlayhi wa-Sallam, Bābu Minhū, Raqm Al-Ḥadīth 3496.

8 ايضا ،كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب فِي فَضْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،رقم الحديث 3618

Ibid, Kitāb Al-Manāqib ʿAn Rasūl Allāh Ṣallá Allāhu ʿAlayhi wa-Sallam, Bābu Fī Faḍli Al-Nabī Ṣallá Allāhu ʿAlayhi wa-Sallam, Raqm Al-Ḥadīth 3618.

9 البخارى، الجامع الصحيح، كِتَاب الْوَصَايَا ، بَابُ الْوَصَايَا،رقم الحديث 2739

Al-Bukhārī, Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Al-Waṣāyā, Bābu Al-Waṣāyā, Raqm Al-Ḥadīth 2739.

10 ايضا ، كِتَاب الْفَرَائِضِ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ،رقم الحديث 6726

Ibid, Kitāb Al-Farāʾiḍ, Bābu Qawli Al-Nabī Ṣallá Allāhu ʿAlayhi Wa-Sallam: "Lā Nūrathu Mā Taraknā Ṣadaqah", Raqm Al-Ḥadīth 6726.

11 الشيباني، احمد بن حنبل، المسند،أَوَّلُ مُسْنَدِ الْبَصْرِيِّينَ، حَدِيثُ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ،بيروت : داراحياءالتراث العربى،رقم الحديث 19777

Al-Shaybānī, Aḥmad ibn Ḥanbal, Al-Musnad, "Awalu Musnad Al-Baṣriyyīn", Ḥadīthu Abī Barzata Al-Aslamī Radīya Allāhu Taʿālá ʿAnhu, Bayrūt: Dār Iḥyāʾ Al-Turāth Al-ʿArabī, Raqm Al-Ḥadīth 19777.

12 ابنِ کثیر، محمد اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ(اردو)، مترجم محمد اصغر مغل، کراچی: دارالاشاعت، 2008ء، ج6، ص582

Ibn Kathīr, Muḥammad Ismāʿīl, Al-Bidāyah wal-Nihāyah (Urdu), Translator Muḥammad Isghar Maġl, Karāchī: Dār al-Ishāʿat, 2008 CE, Jild 6, Ṣafḥ 582.

13 عبدالحق دہلوی، مدارج النبوۃ، مترجم معین الدین نعیمی، لاہور: شبیر برادرز، 2004ء، ج2، ص552

ʿAbd al-Ḥaqq Dehlawī, Madārij al-Nubuwwah, Mutarjam Muʿīn al-Dīn Naʿīmī, Lāhaur: Shabbīr Brothers, 2004 CE, Jild 2, Ṣafḥ 552.

14 ابوداؤد، سليمان بن اشعث،السنن ،كِتَاب الْجِهَادِ،باب فِي الرُّسُلِ الرياض :دارالسلام ،1999ء،رقم الحديث2761

Al-Sijistani, Sulaiman ibn Ashʿath, al-Sunan, Kitab al-Jihad, Bab fi al-Rusul, Riyadh: Dar al-Salam, 1999 CE, Raqm al-Hadith 2761.

15 ایضا، رقم الحدیث 2762

Ibid, Hadith No: 2762

16 القرآن128:7

Al-Qur'an 7:128

17 نعیمی، احمد یار خان، مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، گجرات: نعیمی کتب خانہ، 2005ء، ج8، ص588۔

Naeemi, Ahmad Yaar Khan, "Maraat al-Manajih Sharh Mishkat al-Masabih", Gujrat: Naeemi Kutub Khana, 2005 CE, Vol. 8, p. 588

18 عبد الحق دہلوی، مدارج النبوۃ، مترجم غلام معین الدین، ج2، ص554۔

Abdul Haq Dehlvi, "Madaarij al-Nubuwwah", translated by Ghulam Mu'een al-Din, Vol. 2, p. 554.

19 ابن جریر، محمد، تاریخ الامم والملوک، مترجم، ابراہیم ندوی، کراچی: نفیس اکیڈمی، 2004ء، ج2، ص76۔

Ibn Jarir, Muhammad, "Tarikh al-Umam wal-Muluk", translated by Ibrahim Nadwi, Karachi: Nafees Academy, 2004 CE, Vol. 2, p. 76.

20 ایضاً، ص99 تا132۔ کتاب الإیمان عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، رقم الحدیث 2607

Ibid, P 99-132; Kitab al-Iman 'an Rasul Allah (SAW), Bab Ma Ja'a 'Umirat 'An 'Uqatila al-Nas Hatta Yaqulu La Ilaha Illa Allah, Riyadh: Dar al-Salam, 1999 CE, Hadith number 2607.

21 القزوینی، السنن، رقم الحدیث 2699

Al-Qazwīnī, Al-Sunan, Hadith No: 2699

22 القرآن43:02

Al-Qur'an, 2:43

23 القرآن3:09،2،1

Al-Qur'an, 9:1,2,3

24 القرآن05:09

Al-Qur'an, 9:5